بسم اللہ الرحمن الرحیم
رسائل نعیمیہ
حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
کے آٹھ مختلف رسائل اور چھوٹی کتب کا مجموعہ
ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ
لاہور

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے آٹھ مختلف رسائل اور چھوٹی کتب کا مجموعہ

صاحبزادہ اقتدار احمد خاں نعیمی قادری بدایونی مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

فہرستِ رسائل

48

(۱) دیوانِ سالک } تاریخی نام مجاہد پیغمبری ۱۳۵۷ھ ——— حمد نعت۔ قصائد ومناجات کا مجموعہ

(۲) رسالہ نور } ——— نبی کریم کے نور اور تنِ بے سایہ ہونے کا مدلل ثبوت

(۳) سلطنتِ مصطفےٰ } ——— ساری کائنات پر محمد مصطفےٰ کی شہنشاہی کا ثبوت ہے۔

(۴) الکلامُ المقبول } ——— سیّدوں کی خصوصی فضائل کا ثبوت

(۵) ایک اسلام } ——— حدیثِ پاک کے بغیر قرآن کریم کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ناممکن ہے۔

(۶) اِسلام کی چار اصولی اصطلاحیں } مولوی مودودی دہابی صاحب کی کتاب چار بنیادی اصطلاحوں کا منہ توڑ جواب

(۷) اسرارُ الاحکام } ——— قرآنی واسلامی قانون کی حکمتوں کا بیان

(۸) درسُ القرآن } حضرت حکیم الامتؒ کے چالیس سالہ درس قرآن کی تحفاؤں کے چند درس۔

ہے۔ اس آیت کریمہ میں محبوب علیہ السلام کو وہ حکم دیئے جا رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو توبہ کرنے والے صحابہ کرام اپنے مال کا صدقہ آپ کی بارگاہ میں پیش کر رہے ہیں اس کو قبول فرما لو اور ان کو پاک فرما دو۔ دوسرے یہ کہ ان کے لئے دُعا کر دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ جو عبادت ہے اس وقت قابل قبول ہے جب کہ حضور علیہ السلام قبول فرما لیں۔ اگر یہ پابندی نہ ہوتی صحابہ کرام کسی کو بھی دے دیتے۔ دوسرے یہ کہ کوئی بھی صرف عبادت سے پاک نہ ہوگا۔ بلکہ پاکی تو حضور کے کرم سے ملے گی کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ اس صدقہ سے آپ ان کو پاک کر دو تیسرے یہ کہ رب تعالےٰ بغیر حضور کی شفاعت کے کسی کو کچھ بھی مرحمت نہیں فرماتا۔ فرما رہا ہے ان کے لئے دعا کرو۔ وہ تو اس پر بھی قادر تھا کہ بغیر حضور کی دعا کے ان کو سب کچھ دیدے مگر نہیں دیتا جب محبوب سے کہلا لیتا ہے تب دیتا ہے۔ چوتھے یہ کہ صحابہ کرام کو اپنے اعمال پر چین نہیں آتا۔ جب تک ان اعمال کی رجسٹری حضور نہ فرمائیں۔ اسی لئے قرآن فرما رہا ہے کہ تمہاری دعا سے ان کے دلوں کو چین ہوگا۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

(۹) وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (دینی) لوگوں پر گندی چیزوں کو حرام فرماتے ہیں۔

(۱۰) وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور کفار ان چیزوں کو حرام نہیں مانتے جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام فرمائیں۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی حرام فرمانے کا اختیار دیا گیا ہے معلوم ہوا کہ حضور مالکِ احکام ہیں۔ دیکھو کتا، گدھا، بلی وغیرہ کی حرمت قرآن میں ہم کو نہیں ملتی احادیث یعنی حضور کے فرمان ہی سے ملتی ہے۔

(۱۱) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو یہ حق ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کچھ فرمائیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار رہے۔

پہلے باب کی پانچ فصلیں ہیں فصل اوّل میں حضور علیہ السلام کی سلطنت کا ثبوت قرآنی آیات سے دوسری فصل میں احادیث شریفہ سے تیسری فصل میں اقوال محدثین و مفسرین و علمائے امت سے چوتھی فصل میں مخالفین کے اقوال سے اس کی تائید و پانچویں فصل میں عقلی دلائل۔

نوٹ ضروری: حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مالکِ دو جہاں ہونے کا نہ تو یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ کسی چیز کا مالک نہ رہا اور نہ یہ مطلب کہ حضور علیہ السلام رب تعالیٰ کی مثل مالک ہیں جس سے لازم آجائے کہ عالم کے دو مستقل مالک ہیں۔ ملکیہ رب تعالیٰ کی ملکیت حقیقی قدیم اور ازلی و ابدی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت عطائی اور حادث ہے جیسے دنیوی بادشاہ اپنی سلطنت کے مالک ہم لوگ اپنے گھر بار کے مالک ہیں حضرت سلیمان روئے زمین کے مالک ہوئے اس کا مطلب یہ نہیں کہ رب تعالیٰ ان چیزوں کا مالک نہ رہا بلکہ وہ حقیقی مالک ہے ہم مجازی اس کی ملکیت فانی ہے ہماری عطائی ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت خدا تعالیٰ کی نسبت سے ہے۔

پہلی فصل۔ قرآنی آیات کے بیان میں

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ اور نہیں بُرا لگا ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا رپ ۱۰ رکوع ۱۵) اس آیت سے معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں کو غنی اور مالدار فرماتے ہیں اور دوسروں کو غنی وہی کرے گا جو خود مالک ہو گا۔ ظاہر یہ ہے کہ فضلہٖ کی ضمیر رسول کی طرف لوٹے کیونکہ یہی قریب ہے واللہ اعلم۔ سورۃ توبہ پ ۱۰ رکوع ۱۲ میں ارشاد ہوا۔

(۲) وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰجِعُوْنَ ط اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اسی پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب ہمیں دے گا اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول اور ہمیں اللہ کی طرف رغبت ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا بھی ہے اور دیں گے

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت زید ابن حارثہ جو حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام تھے اور حضور کی خدمت میں رہتے تھے حضور نے ان کے نکاح کا پیغام حضرت زینب بنت جحش کو دیا۔ حضرت زینب بنت جحش خاندان قریش کی بڑی عزت والی بی بی تھیں۔ انہوں نے ان کے بھائی عبداللہ بن جحش نے اس کو منظور نہ کیا۔ کیونکہ وہ قریشی اور بہت باعزت تھیں اور حضرت زید قریشی نہ تھے اور نکاح میں کفو کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس آیت کے نزول کے بعد ان سب کو راضی ہونا پڑا اور نکاح ہوگیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور مسلمانوں کی جان و مال اور اولاد کے مالک ہیں اور ایسے مالک کہ ان کے حکم کے مقابلے میں کسی کو اپنی جان و مال اور اولاد کا کچھ اختیار نہیں۔ دیکھو نکاح میں بالغہ لڑکی کی اجازت اور ان کے اہل قرابت کی رضا ضرور ہوتی ہے یہ کیسا نکاح ہے کہ اس میں کسی کی ناراضی کا اعتبار نہ کیا گیا۔ وجہ یہی ہے کہ سارے مسلمان مرد حضور کے غلام ہیں اور مسلمان عورتیں لونڈیاں۔ مولا کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے لونڈی کا نکاح کر دے۔

(۱۲) قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (فرما دو اے محبوب علیہ السلام اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو) اس آیت کریمہ میں حضور کو اجازت دی گئی ہے کہ جہاں بھر کے مسلمانوں کی اپنا بندہ یعنی غلام فرمائیں۔ قُلْ یا عباد۔ اے سب کو اپنا غلام وہی کہہ سکتا ہے جو سب کا مالک ہو۔

مثنوی شریف میں ہے۔ بندۂ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم را بخواں قل یا عباد

(۱۳) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ۔ اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ جب تم کو بلائیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی اطاعت اور ان کے بلانے پر حاضر

کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور مجھ کو سونپ گئیں۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے حضور کو تمام خزانہائے زمین کی کنجیاں عطا فرمائیں اور کنجی مالک ہی کو دی جاتی ہے۔ بھلا خیال تو کرو کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائیں اور کنجی مالک ہی کو دی جاتی ہے۔ بھلا خیال تو کرو کہ زمین کے خزانوں کی کوئی انتہا ہے، جو کچھ زمین پر ہے انسان حیوانات، ہر قسم کے غلے ہر قسم کے پھل، سونا، چاندی، موتی، جواہرات لعل، زمرد وغیرہ یہ سب زمین کے خزانے ہیں اور حضور ان کے مالک۔

(۲) مشکوٰۃ شریف کے اسی باب میں ہے اُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ یعنی مجھ کو دو خزانے عطا فرمائے گئے ایک سرخ اور ایک سفید۔ معلوم ہوا کہ حضور کو تمام سونا چاندی عطا فرما دیا گیا اور قبضہ بھی دے دیا گیا تا کہ ملکیت ثابت ہو جائے۔

(۳) مشکوٰۃ شریف باب اخلاق النبی میں ہے لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ (اگر ہم چاہیں تو ہمارے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں) معلوم ہوا حضور علیہ السلام ہر طرح مالک مختار ہیں مگر ظاہر کرنا منظور نہیں۔

(۴) مشکوٰۃ شریف کتاب العلم میں ہے حضور علیہ السّلام فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ ط یعنی اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور ہم بانٹتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز جب بھی جس کو خدا دیتا ہے وہ حضور ہی کی تقسیم سے ملتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے دینے اور حضور کے تقسیم فرمانے کے بغیر قید بیان فرمایا گیا ہے نہ زمانہ کی قید نہ چیز کی نہ لینے والے کی یعنی حضور علیہ السلام کیا بانٹتے ہیں وہ جو خدا دیتا ہے اور خدا تو ہر چیز دیتا ہے۔ لہذا حضور ہر چیز بانٹتے ہیں اور ہر چیز بانٹے گا وہی جسے مالک نے ہر چیز دی ہو، حضور کی ملکیت اور قبضہ ثابت ہوا۔

(۵) مشکوٰۃ باب السجود و فضلہ میں ہے ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے حضرت ربیعہ ابن ابی کعب اسلمی سے خوش ہو کر فرمایا "سَلْ" کچھ مانگ لو۔ انہوں نے عرض کیا اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ یعنی میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں ارشاد فرمایا اَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ کچھ اور مانگتا ہے؟ عرض کیا بس یہی۔

سال ہی فرض ہو جاتا اور ہر شخص کو سال کے سال حج کرنا پڑتا۔ معلوم ہوا کہ ان کی ہاں میں کچھ تاثیر ہے تمام تو قانون کے پابند ہیں مگر قانون الٰہی حضور علیہ السلام کے لبِ پاک کی جنبش کا منتظر کہ جو ان کے منہ سے نکلے وہ رب کا قانون بن جائے۔

(۲۵) مشکوٰۃ شریف باب قیام شہر رمضان میں ہے کہ حضور نے تراویح باجماعت چند روز پڑھ کر چھوڑ دیں اور چھوڑنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اگر ہم اس کو ہمیشہ پڑھیں تو اندیشہ ہے کہ تم پر یہ فرض ہو جائیں اور تم کو دشواری ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا عمل بھی قانون خدا بن جاتا ہے۔

(۲۶) مشکوٰۃ باب مناقب میں ہے کہ حضور سے ایک لونڈی نے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ جب خدا تعالیٰ آپ کو صحیح سلامت اس جنگ سے واپس لے آئے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں اور گاؤں۔ فرمایا اچھا بجالو۔ چنانچہ انہوں نے دف بجائی۔ دیکھو گانا بجانا اوروں کے لئے بُرا ہے لیکن حضور نے ایک خاص وقت میں اس لونڈی کو اجازت دے دی۔

(۲۷) مسند امام احمد بن حنبل میں صحیح حدیث علیٰ شرط مسلم میں ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ عَلٰى اَنَّهُ لَا يُصَلِّيْ اِلَّا صَلٰوتَيْنِ فَقَبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ یعنی ایک صاحب حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس شرط پر ایمان لائے کہ میں صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا۔

دیکھو مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں مگر ان صاحب سے حضور نے تین نمازیں معاف فرما دیں (ماخوذ از الامن والعلیٰ) معلوم ہوا کہ حضور مالکِ احکام ہیں

(۲۸) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت میں ہے کہ حضرت علی نے ارادہ کیا کہ دوسرا نکاح کریں۔ حضور نے فرمایا کہ علی کو اس کی اجازت نہیں ہاں اگر وہ یہ چاہتے ہیں تو فاطمہ کو طلاق دے دیں پھر نکاح کریں۔ غور کریں کہ قرآن کریم

فرماتا ہے: فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ جس سے معلوم ہوتا ہے مرد کو چار بیویاں تک نکاح میں رکھنا جائز ہیں مگر حضرت علی کے لئے حضرت فاطمہ زہرا کی موجودگی میں دوسرا نکاح کرنے کا اختیار نہ رہا۔

اس جگہ مرقاۃ میں ہے۔ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِكُلِّ حَالٍ وَعَلٰى كُلِّ وَجْهٍ وَاِنْ تَوَلَّدَ الْاِيْذَاءُ مِمَّا كَانَ اَصْلُهٗ مُبَاحًا وَهُوَ مِنْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اس سے معلوم ہوا کہ ایذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرام ہے اگرچہ کسی حلال فعل ہی سے پہنچے اور حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔ یہاں مرقاۃ میں ہے کہ حضرت علی کو دوسرا نکاح حرام تھا۔

(۲۹) بخاری جلد اوّل کتاب الصلح کے شروع میں ہے کہ ایک بار حضور کسی جگہ مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے نماز کا وقت آ گیا حضرت بلال نے اذان کہہ کر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ نماز پڑھائیں چنانچہ نماز کی جماعت قائم ہو گئی۔ عین نماز کی حالت میں حضور تشریف لے آئے۔ مسلمان مقتدیوں نے تالی بجا کر حضرت صدیق اکبر کو حضور کی تشریف آوری کی خبر دی اسی وقت سے صدیق اکبر مقتدی ہو کر پیچھے آ گئے اور حضور علیہ السلام امام ہوئے۔

آج اگر نماز میں کوئی بھی آ جائے اس کو وہاں ہی کھڑا ہونا ہوگا کہ جہاں جگہ مل جائے مگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو دیکھو کہ بیچ نماز میں تشریف لے آئیں تو اسی وقت سے موجودہ امام کی امامت منسوخ اور اب حضور ہی امام ہیں۔ معلوم ہوا کہ مالک احکام ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳۰) بخاری جلد اوّل کتاب الجہاد باب مرض الخمس میں ایک طویل حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ نہ ہم کسی کے وارث ہوں اور نہ ہمارا کوئی وارث حالانکہ میراث کی تقسیم قرآن سے ثابت ہے مگر اس میراث سے حضور نے اپنے کو مستثنیٰ فرما لیا اور پھر اس پر عمل ہوا کہ حضور کی میراث کسی کو نہ ملی معلوم ہوا حضور مالک

احکام ہیں۔

(۳۱) بخاری شریف جلد دوئم کتاب التفسیر سورۂ احزاب باب قَوْلِہٖ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ میں ہے کہ حضور نے حضرت خزیمہ انصاری کی گواہی دو گواہیوں کی برابر قرار دی۔ واقعہ تھا کہ حضور نے ایک شخص سواء بن حارث سے گھوڑا خرید فرمایا۔ مگر بعد میں اس اعرابی نے اس بیع سے انکار کر دیا اور کہا میں نے یہ گھوڑا آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا ہے اور عرض کیا کہ اگر آپ نے خریدا ہے تو کوئی گواہ لائیں اللہ کی شان یہ خرید و فروخت تنہائی میں ہوئی تھی۔ حضرت خزیمہ نے عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور نے یہ گھوڑا خریدا ہے آپ سچے ہیں اور اعرابی جھوٹا۔ حضور نے پوچھا تم کیونکر گواہی دے رہے ہو۔ تم نے تو اس تجارت کو دیکھا نہ تھا۔ عرض کیا یارسول اللہ میں نے تو حضور کی زبان سے سن کر اللہ کی وحدانیت اور جنت اور دوزخ اور قیامت وغیرہ تمام کی گواہی دی اور پڑھا ہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ تو کیا ایک گھوڑا ان چیزوں سے بھی زیادہ ہے۔ میں حضور کی زبان سے سن کر گواہی دیتا ہوں۔ ان کا یہ کلام بارگاہِ نبوت میں ایسا قبول ہوا کہ ان کی گواہی دو گواہیوں کی طرح بنادی گئی۔

غور کرو کہ قرآن کا حکم ہے کہ وَاَشْھِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ کہ تم دو گواہ بناؤ۔ مگر ان کے لئے اکیلے کو دو گواہوں کی طرح مان لیا گیا۔ معلوم ہوا کہ حضور کو یہ بھی اختیار ہے کہ جس کسی کو چاہیں قرآن کے احکام سے علیحدہ کر دیں۔

(۳۲) بخاری میں اسی جگہ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ کی تفسیر میں ہے کہ حضرت عائشہ نے حضور سے عرض کیا مَآ اَرٰی رَبَّکَ اِلَّا یُسَارِعُ فِیْ ھَوَاکَ میں تو یہ دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش کرنے میں جلدی کرتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے محبوب کی خواہشات کو دینی قوانین دیتا ہے۔

(۳۳) حضور علیہ السلام نے ام عطیہ کو ایک بار نوحہ کرنے کی اجازت دی حالانکہ نوحہ یعنی مردے کو پیٹنا شرعاً حرام ہے۔ (مسلم شریف)

خزانۂ خداوندی حضور کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۵) شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات جلد اوّل صفحہ ۴۶۳ میں فرماتے ہیں۔ کہ قدرت و سلطنت وے صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بر آں بود ملک، و ملکوت جن و انس تمامۂ عوالم بہ تقدیر تصرفِ الٰہی عزوجل در محیطۂ قدرت و تصرف وے بود یعنی حضور کی سلطنت اس سے بھی زیادہ پر ہے۔ ملک اور ملکوت جن و انس اور سارے عالم رب کی عطاء سے حضور کے قبضہ و قدرت میں ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ سارے عالم ملکوت، عالمِ ارواح، عالمِ اجسام اور عالمِ امکان غرضکہ ساری مخلوق میں حضور کی بادشاہی ہے ؎

خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضۂ اختیار میں

(۶) علامہ یوسف ابن اسمٰعیل شواہد الحق کے صفحہ ۱۵۲ پر فرماتے ہیں: اَمَّا کَوْنُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْ وَیَمْنَعُ وَیَقْضِیْ حَوَائِجَ السَّائِلِیْنَ وَیُفَرِّجُ کُرُبَاتِ الْمَکْرُوْبِیْنَ وَاَنَّہٗ یَشْفَعُ وَیُدْخِلُ الْجَنَّۃَ مَنْ یَّشَاءُ یعنی حضور دیتے اور منع کرتے ہیں اور سائلوں کی حاجتیں روائی کرتے ہیں مصیبت زدوں کی مصیبت دور کرتے ہیں اور حضور شفاعت فرمائیں گے۔ اور جس کو چاہیں گے جنت میں داخل کریں گے۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام حاجت روا ہیں، بے کسوں، مصیبت زدوں کے رنج و غم دور فرماتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۷) امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ جلد اوّل صفحہ ۴۶ پر فرماتے ہیں۔

اَلَا بِاَبِیْ مَنْ کَانَ مَلِکًا وَّسَیِّدًا ۔۔۔ وَاٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَاءِ وَاقِفٌ
اِذَا اَرَادَ اَمْرًا لَا یَکُوْنُ خِلَافُہٗ ۔۔۔ وَلَیْسَ لِذٰلِکَ

میرے ماں باپ اس شہنشاہ پر قربان جو اس وقت سے بادشاہ ہیں جب کہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی میں جلوہ گر تھے جب حضور کچھ چاہ لیں تو اس کے خلاف نہیں ہو

تو ان آیتوں پر اندھا دھند اپنی عقل سے نہیں گر پڑتے بلکہ اسے سمجھ کر عمل کرتے ہیں۔

(۶) وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان پر گندی چیزیں حرام فرماتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ احادیث سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسے کہ گدھا اور کتا ان کی حرمت حدیث شریف سے ہی ثابت ہے۔

(۷) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ تمہارے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہ ہوں گے جب تک کہ اپنے ہر جھگڑے میں آپ کو حاکم نہ مان لیں۔ اور حضور کو حاکم ماننے کی یہی صورت ہے کہ آپ کی ہر بات پر عمل کرے۔ اور یہی حدیث کا ماننا ہے۔

(۸) رب فرماتا ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ ہم نے ہی قرآن اتارا ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ قرآن کے الفاظ۔ قرآن کے معنی۔ قرآن کے احکام۔ قرآن کے اسرار سب کا محافظ ہے۔ اسی لئے حافظ۔ قاری۔ عالم۔ مشائخ تا قیامت باقی رکھے۔ اور حدیث قرآن کے احکام و اسرار کے بقا کا ذریعہ ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو صلوٰۃ۔ زکوٰۃ کے لفظوں کی تو حفاظت رہی مگر یہ نہ خبر رہی کہ صلوٰۃ ناچنے کو کہتے ہیں یا بھاگ دوڑ کو اور زکوٰۃ کپڑے دھونے کو کہتے ہیں یا کسی اور چیز کو غرضکہ قرآن کی حفاظت کا سب سے بڑا ذریعہ حدیث ہے۔

احادیث

(۱) فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے قرآن بھی دیا گیا اور اس کے مثل (حدیث) بھی عطا فرمایا گیا۔ عنقریب ایسا شخص پیدا ہو گا جو کہے گا کہ ہمیں قرآن ہی کافی ہے۔